Paigham Sulh, 4 March 1923
www.abdulhaq.info/articles/hinduism/

ہماری تبلیغی کوششیں

مقام مسرت ہے۔ کہ ہمارے مبلغین کی مساعی آگرہ کے گردونواح میں مفید نتائج پیدا کر رہی ہیں۔ اس سے پہلے ہم مولوی عصمت اللہ صاحب کے خطوط ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں۔ گذشتہ اشاعت میں ہم نے اخبار احمدیہ میں مولوی عبدالحق صاحب کے ایک تازہ خط کا ملخص دیا تھا۔ آج کی اشاعت میں یہ مراسلت درج ذیل ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان خدا کی راہ میں کام کرنے والوں کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ (ایڈیٹر)

رکھتیانا (آگرہ) کے جلسہ سے فارغ ہو کر میں ساندھن میں پہنچا۔ رات کو وہاں وعظ کے متعلق اعلان کیا گیا۔ لوگ جمع تو ہو گئے مگر برادری کے ایک جھگڑے کی وجہ سے لوگ اس میں مشغول رہے۔ اور وعظ نہ ہو سکا۔ مگر نماز میں سب کے سب لوگ شامل ہوئے۔ اور وہ گاؤں کہ جہاں ایک دو نمازیوں کے سوا کبھی کوئی نماز پڑھتا ہوا نہ دیکھا گیا تھا جوق درجوق صفوں میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اسی ذوق و شوق کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ نماز پڑھنے کی توفیق دے۔ چند ایک لوگ مختلف مسائل کے متعلق کچھ باتیں دریافت کرنے کے لئے آ گئے۔ گوشت خوری وغیرہ کے متعلق ان کو ہندو کتابوں میں سے جواز کے حوالے دکھلائے گئے کہ جن کو دیکھکر وہ بہت محظوظ ہوئے۔ حضرت آدم کو ملائک کے سجدہ کرنے پر جو آریہ لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ ان کو اس کے معنی اور مفہوم سے اطلاع دی گئی اور اس طرح یہ وقت بھی ایک مفید کام میں صرف ہو گیا۔ دوسرے دن میں اونذی ضلع متھرا کو دوبارہ روانہ ہونے کے لئے تیار ہو گیا کیونکہ وہاں کی حالت کسیقدر مشتبہ تھی۔ رستہ میں مدرسہ الٰہیات کے مبلغین بھی اونذی جاتے ہوئے مل گئے اور اس طرح پانچ آدمیوں کا ایک قافلہ اونذی میں جا براجا۔ گاؤں والے کہ جو مولویوں سے پہلے ہی بدظن تھے۔ اتنے مولویوں کو اکٹھے آتے ہوئے دیکھکر کسی قدر ترشروئی سے پیش آئے۔ یہ دیکھکر ہم قریب کے گاؤں میں کہ جس میں آگرہ صدر بازار کے محمد حسین خانصاحب سوداگر کے فرزند ارجمند رہتے ہیں پہنچے انکا نام عبدالرحمٰن صاحب ہے۔ کہ جو نہایت کشادہ پیشانی سے پیش آئے۔ اور انہوں نے یہ بتلایا کہ گاؤں کے معتقد اصحاب آجکل یہاں ہی ہیں۔ اور وہ پٹھان کہ جس کے پاس یہ گاؤں رہن ہے۔ اور ۱۶ سال رہن کی میعاد کے ختم ہو جانے کے باوجود بھی جو گاؤں فک نہیں کرتا۔ یہاں ہی ہے۔ اسکو نماز شام کے قریب ملنے گئے اور وعظ و پند کر کے خدا کا خوف دلایا گیا۔ کہ دیکھو تمہاری وجہ سے یہ گاؤں ایک مصیبت میں پڑا ہوا ہے۔ اگر یہ گاؤں اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا تو اسکا بار آپ کی گردن پر پڑے گا۔ وہ یہ سنکر ادھر ادھر کی باتیں بنانے لگ گیا کہ مجھے بیس سال کے عرصہ میں کچھ بھی ان سے وصول نہیں ہوا۔ مگر اب ان کو میں نے بڑی مشکل سے قابو کیا ہے۔ جب اس پر اسکو اور سمجھایا گیا۔ تو وہ کسیقدر نرم ہو گیا۔ اور رہان جانے کا وعدہ بھی کر لیا۔ وہاں کے معزز لوگ بھی اسی پٹھان کے گھر میں ہی مل گئے۔ اور ان سے بھی گفتگو ہوتی رہی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر یہ شخص سیدھا ہو جائے تو ہم سب آپ کی باتیں سننے اور ماننے کو تیار ہیں۔ دو گھنٹے سے زیادہ ان سے گفتگو رہی۔ ان لوگوں نے کہا۔ کہ صاحب ہم تو ہندو ہونے کے لئے قطعاً تیار نہیں۔ صرف ہم نے آریوں کو یوں ہی طرح دی تھی۔ ورنہ کون یہاں آریہ ہو سکتا ہے۔ ایک دو نوجوان کچھ بگڑے ہوئے ہیں وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ بلکہ ایکدفعہ آریہ یہاں تین چار لونڈوں کو زنار پہنا کر شدھ کرتے آئے بھی تھے۔ مگر ہم نے جوتے مار کر لونڈوں کو بھگا دیا۔ اور وہ اپنا سا منہ لیکر چلے گئے۔ البتہ اس مسلمان صاحب اور کچھ مولویوں کی کرتوتوں کی وجہ سے لوگوں کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ اور وہ پکے مسلمان نہیں بنتے۔ یہاں جو دہلی کی انجمن کیطرف سے مولوی صاحب آئے۔ وہ ہر روز لڑکوں سے نت نئی فرمائشیں کرنے اور تیل کی مالش کرانے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے تھے۔ آخر تنگ آ کر ہم نے ان کو رخصت کیا۔ اور اب لوگ پنڈت بلوانے کی فکر میں ہیں۔ اسقدر گفتگو کے بعد ہم واپس اپنے ڈیرہ پر آ گئے۔ اور صبح پھر تنہا ہی ان لوگوں سے بات چیت کرنے کے لئے گیا۔ اور روشن خان صاحب کے مکان پر ہی مجھے بہت سے لوگ مل گئے۔ روشن خانصاحب کا بیٹا کہ جسکا نام بیٹ مل ہے۔ اس سے بلکہ گفتگو کرنے کی بہت ضرورت تھی۔ کیونکہ وہ بھی آریوں کے ہتھیار کے طور پر وہاں بڑے جوش سے کام کرنے والا شخص ہے۔ وہ بھی وہیں آ گیا۔ اور میں نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر شروع کی۔ اسلام اور ہندو مذہب کی کتابوں اور تعلیم کا مقابلہ کر کے دکھایا۔ مولاداد خانصاحب اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ بالکل ایک نئی قسم کی تقریر تھی۔ کہ وہ ایک مسلمان کے منہ سے ویدوں پر محققانہ تبصرہ سن رہے تھے۔ ایک دو ہندو اور آریہ بھی وہاں بیٹھے تھے۔ ان لوگوں پر اس تقریر کا خاص اثر ہوا۔ اور وہ بیٹ مل کہ جس کی نسبت یہ مشہور تھا۔ کہ وہ بڑے اعتراض اسلام پر کیا کرتا ہے بالکل مبہوت ہو گیا۔ تقریر کے بعد میں نے ان لوگوں کو اعتراضات کرنے کا موقعہ دیا۔ مولاداد خانصاحب نے کچھ سوالات جو انہوں نے آریوں سے سنے ہوئے تھے پوچھے۔ کہ جن کے تسلی بخش جواب ان کو دئے گئے۔ اس کے بعد میں نے ان سے کام کرنے کے متعلق مشورہ دیا۔ تو مولاداد خانصاحب نے کہا۔ کہ اسوقت تو ہم ایک مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس مصیبت سے رہائی دلانے کے لئے آریوں نے بہت کچھ وعدہ کیا ہے۔ اگر آپ سے ہو سکے تو آپ بھی اس پٹھان سے ہمیں نجات دلوانے کی کوئی تدبیر نکالیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط آریہ سماج آگرہ کے ایک رکن ناتھ مل کا مجھے دکھایا۔ کہ جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ ہم نے آپ کے متعلق مسی ۔۔۔ وکیل صاحب سے مشورہ کر لیا ہے۔ اور سب کام ٹھیک ہو جائیگا۔ تم آگرہ آ کر بات چیت کر لو۔ اس خط کو دیکھکر بہت ہی افسوس ہوا کہ آریہ سماج کن کن چالاکیوں سے اپنا کام کر رہی ہے۔ کہیں انگریزی خوان لڑکیوں کے وعدے دے دیکر مسلمانوں کو ورغلاتے ہیں اور کہیں مقدمات میں مدد دینے کے وعدے ہو رہے ہیں۔ کیا آریہ سماج جیسی سوسائٹی کو ایسی کرتوتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

چنانچہ گردٹ سنگھ سے آنادھک ایک میمن کی انگریزی خوان لڑکی دلا دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میں نے خود جب گردٹ سنگھ سے پہلے دورہ میں بات چیت کی تھی۔ تو اس کے بعد اس نے اپنے ایک رشتہ دار کو کہا کہ مولوی صاحب کو کہو کہ وہ میرے بھائی کو فلاں رشتہ کے لئے مدد ضمانت کر دیں تو میں مہران کی سب باتیں مان لونگا۔ اسقدر گفتگو کے بعد ہم وہاں سے رخصت ہو کر آگرہ کی تحصیل کھیراگڈھ میں پہنچے۔ اس تحصیل میں بریرا اور صالح نگر دو گاؤں ملکانوں سے آباد ہیں۔ کھیراگڈھ جچوں ریلوے سٹیشن سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یکہ وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے یہ سارا سفر پیدل ہی رہا۔ کھیراگڈھ میں تھانیدار صاحب آریہ ہیں۔ ان کے ساتھ اور ایک سناتنی پنڈت کے ساتھ کچھ مختصر سی گفتگو ہوئی۔ دونوں نے وید و دیا سے ناواقفیت کا عذر کر کے بات چیت سے معذوری ظاہر کی۔ یہاں سے رخصت ہو کر بریرا پہنچے اور وہاں لوگوں کو جمع کر کے حالات دریافت کئے گئے۔ یہاں کی حالت بھی اطمینان بخش صرف اس رنگ میں ہے۔ کہ وہاں آریوں کا اثر نہیں۔ ورنہ دین سے وہ بھی ویسے ہی کورے ہیں۔ ظہر کی نماز میں بہت سے لوگوں کو بلا کر شامل کیا گیا۔ اور بعدہٗ ایک وعظ میں نے اسلام اور دوسرے مذاہب کے عنوان پر کہا اور قرآن کریم پڑھنے اور نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنے کی تاکید کی۔ بہت سے لوگ ہمیں دور تک رخصت کرنے کے لئے آئے۔ اور یہ سنکر کہ رات کھیراگڈھ میں وعظ ہوگی۔ انہوں نے کھیراگڈھ آنے کا اشتیاق ظاہر کیا چنانچہ وہ رات کی تاریکی کے باوجود بھی کھیراگڈھ آئے اور رات کو گیارہ بجے وعظ سنکر پھر اپنے گاؤں کو واپس گئے۔ کھیراگڈھ کا وعظ عین بازار میں کیا گیا۔ تاکہ ہندوؤں کو بھی سننے کا موقعہ ملے۔ اور ہندو مذہب کے دیوی دیوتاؤں کی کہانیاں بھی اسلام کی خوبیوں کے ساتھ ہی سنائی گئیں۔ ہندو بھی بہت سی تعداد میں موجود تھے۔ مگر کسی شخص کو اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ دوسرے دن ہم صالح نگر روانہ ہوئے یہ گاؤں بھی کھیراگڈھ سے کوئی چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پہلے دن تو بہت سے لوگوں نے صالح نگر ساتھ چلنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر بارش کی وجہ سے کوئی نہ جا سکا اور ہم صرف ایک بزرگ مرزا اکرم بیگ صاحب کے ساتھ روانہ صالح نگر ہو گئے۔ اور بادوباران کی کوئی پرواہ نہ کی۔ صالح نگر کی حالت بریرا کی نسبت زیادہ خراب ہے۔ بریرا میں بھی یہ شکایت سنی گئی تھی۔ کہ دہلی کی انجمن کے ایک مولویصاحب یہاں تین مہینے رہے تھے۔ مگر انہوں نے کچھ کام نہیں کیا۔ بلکہ چلتے وقت ایک سقہ کی عورت نکال کر لے گئے۔ صالح نگر میں بھی یہی کیفیت اسی دہلی کی انجمن کے ایک مولوی صاحب کی بابت سنی گئی۔ کہ وہ بھی کچھ ایسے ویسے ہی تھے۔ کہ جس کو رخصت کر کے گاؤں والوں نے اب پنڈت جی کو بلوا لیا ہے۔ یہاں کے سکول میں دو پنڈت کام کرتے ہیں۔ طلبا مسلمان ملکانے بھی ہیں۔ اور ہندو بھی۔ یہاں کے لوگوں نے ہمیں مولوی ہی سمجھ کر پہلے تو جمع ہونے سے پس وپیش کیا۔ مگر جب ان کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ ویسے مولوی نہیں۔ تو وہ جمع ہو گئے۔ اور ان کو وعظ و پند کی گئی۔ یہاں کچھ نوجوان ہندوؤں کی صحبت میں ہیں۔ مگر شدھ وغیرہ ہونے کا ان کو خیال بھی نہیں۔ نام اور رسوم سب ہندوانہ ہیں۔ مگر دو تین ایسے بھی ہیں۔ کہ جو نماز بھی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص گوپی چند نام نماز کا پابند ہے کشن مل بھی نماز پڑھتا ہے۔ ان لوگوں نے بھی آئندہ سب ہندوانہ رسوم چھوڑ کر پکے مسلمان بننے کا وعدہ کیا ہے۔ گوپی چند کا نام خدا بخش رکھ دیا گیا۔ اس نام سے وہ خود بھی بہت خوش معلوم ہوتا تھا۔ اس کے بعد جب اور بوڑھے لوگوں کو ہماری آمد کی اطلاع ملی تو وہ کنوئیں چھوڑ کر آ گئے۔ اور ہمیں کھانا کھانے کے لئے مجبور کیا۔ ہرچند ہم نے انکار کیا مگر وہ بضد ہوئے۔ اور کھانا تیار کر کے لے ہی آئے۔ کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے وعظ سننے کی خواہش کی۔ جس پر میں نے رسول اللہ صلعم کے اسوہ حسنہ اور ہندو رشیوں اور دیوتاؤں کے حالات ناگفتہ بہ ان لوگوں کو سنائے۔ کہ جسکو سنکر وہ بہت محظوظ ہوئے۔ نماز پڑھنے اور قرآن کریم پر عمل کرنے کی تاکید کر کے ہم وہاں سے کھیراگڈھ واپس آ گئے دوسرے دن جمعہ پڑھا کر جانے کے لئے لوگوں نے اصرار کیا چنانچہ جمعہ میں سورۃ بقر کی ابتدائی آیات کی تفسیر سنائی۔ کہ جسکو سنکر لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور بعد نماز پھر وعظ کے لئے اصرار کیا۔ پھر میں نے مختصر سی تقریر کی اور وہاں سے رخصت ہو کر رات کو آگرہ واپس آ گیا۔ وطن سفر میں مجھے ہر ایک جگہ نااہل نہیں بلکہ بد معاش مولویوں اور گمراہ صوفیوں کی عجیب عجیب اور شرمناک کرتوتیں لوگوں نے سنائی ہیں کہ جن کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ان فتنہ پردازوں سے بچائے۔ میرٹھ میں آریوں نے ایک اور چال اختیار کی ہے۔ کہ چند اوباش مسلمانوں کو کچھ دے دلا کر ساتھ لے لیا ہے۔ اور جگہ جگہ لیکچروں میں اسلام پر اتہام لگا لگا کر ان سے تصدیق کراتے جاتے ہیں۔ آپ لوگوں کی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔

عبدالحق از آگرہ